سُجَّدًا وَّقِیَامًا ط — قیام میں گذار دیتے ہیں۔

لیکن رمضان کی برکات کے سبب دوسرے اعمال خیر کی طرح اس کی فضیلت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ اس قیام لیل (تہجد) کو جب رمضان کی راتوں میں کیا جائے "تراویح" کہتے ہیں حافظ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ تراویح جمع ترویحہ کی ہے جسکے معنی آرام کرنے کے ہیں لوگوں نے جب پہلی رات قیام شروع کیا اور ہر چہار رکعت کے بعد آرام کرتے تھے تو اس کا نام اس وجہ سے تراویح رکھا گیا اور قیام لیل، تہجد، تراویح، اور کبھی صلوۃ وتر یہ سب الفاظ مختلف اعتباروں سے ایک ہی نماز پر بولے جاتے ہیں۔

تعداد رکعات حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ آپؐ رمضان یا غیر رمضان میں مع وتر گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے (بخاری مسلم) بعض روایتوں میں آیا ہے کہ تیرہ رکعت پڑھتے تھے اور بعض میں سات کا عدد بھی مذکور ہے ائمہ حدیث نے کہا ہے کہ ان روایتوں میں تعارض نہیں ہے۔ جیسا کہ بظاہر معلوم ہوتا ہے بعض نے صبح کی سنت یا شروع میں جو آپ ہلکی سی دو رکعتیں تحیۃ الوضوء کے نام سے پڑھتے تھے شمار کر کے تیرہ رکعت کہدیا ہے ورنہ دراصل گیارہ رکعت ہی تھی اور سات رکعت کبرسنی میں آپ پڑھتے تھے تو یہ روایت بھی گیارہ کے متعارض نہیں ہے اصل جس عدد پر آپ نے مداومت کی ہو گیارہ ہی ہے

طبرانی نے بواسطہ ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان بن ابی شیبہ (راوی) ابن عباس رضؓ سے روایت کی کہ رسول اللہؐ نے بیس رکعت نماز پڑھائی لیکن ائمہ حدیث اور فقہا سب کے سب ابراہیم بن عثمان کی تضعیف پر متفق ہیں خود علامہ زیلعی نے نصب الرایہ میں لکھا ہے کہ ابراہیم بن شیبہ کے ضعیف ہونے پر سب ائمہ متفق ہیں اور یہ حضرت عائشہ رضؓ کی صحیح روایت کے معارض ہے تو کسی طرح بھی قابل اعتماد نہیں ہو سکتی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کے بعد خلفاء کے زمانہ میں بھی گیارہ رکعت پر اتفاق رہا، خود حضرت عمر رضؓ نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم دیا تھا کہ ان یقوما للناس باحدی عشر رکعات لوگوں کو گیارہ رکعت پڑھائیں۔ ایک ضعیف اثر مؤطا امام مالکؒ میں آیا ہے کہ حضرت عمر رضؓ نے قراء کو ۲۳ رکعت پڑھانے کا حکم دیا اور بیس رکعت تراویح پر یہی سب سے بڑی دلیل ہے لیکن یہ اثر بھی منقطع ہے یزید بن رومان جو اس اثر کے راوی ہیں ان کے متعلق رجال کی کتابوں میں تصریح ہے کہ لم یدرک زمان عمر رضؓ اس نے حضرت عمر رضؓ کا زمانہ نہیں پایا اس مختصر تحریر سے حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں آٹھ رکعت پر سب کا اتفاق رہا ہے۔ بیس رکعت کا کسی صحیح روایت یا اثر سے ثبوت نہیں ہے۔

تراویح کی جماعت رسول اللہ کے عہد میں لوگ رات کا قیام منفرداً کرتے تھے آپؐ نے صرف تین راتیں عشرہ اخیرہ میں باجماعت پڑھائیں اس کے بعد ترک کر دیا اور فرمایا انی خشیت ان یکتب علیکم مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم پر فرض نہ کر دی جائے آپ نے اس عمل اور ارشاد سے جماعت کی فضیلت کی طرف اشارہ کر دیا تھا کہ جماعت ہے تو افضل لیکن کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہو جائے حضرت عمر رضؓ نے اپنے عہد میں تراویح باجماعت کا باقاعدہ التزام کروایا اور سب صحابہ نے اس سے اتفاق کیا

فتاوی

سوال (۱) کیا یہ درست اور صحیح ہے کہ مال زکوۃ سے میت کی تجہیز و تکفین جائز نہیں ہے ؟

(۲) کیا مال زکوۃ کو میت کی فاتحہ اور درود وغیرہ دوسرے کاموں میں خرچ کر سکتے ہیں ؟

(۳) کیا مال زکوۃ اس میت کی فاتحہ وغیرہ میں خرچ کر سکتے ہیں جس کو مرے ہوئے مدت ہو گئی ؟

(۴) کیا انبیاء کرام خصوصاً آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء عظام کی فاتحہ وغیرہ میں مال زکوۃ خرچ کر سکتے ہیں ؟

(۵) کیا مال زکوۃ سادات اور اہل بیت کو اس کی مفلسی کی بنا پر دے سکتے ہیں یا اس کے کسی کام میں صرف کر سکتے ہیں ؟

(۶) کیا مال زکوۃ مسجد کے کاموں میں خرچ کر سکتے ہیں مثلاً مالِ زکوۃ سے اس کے لیے جائداد خریدنا۔ مسجد کی عمارت بنانا۔ یا امام و مؤذن کو تنخواہ یا انعام دینا یا روزہ داروں کو کھلانا جائز ہے ؟

جواب (۱) ہاں یہ درست اور صحیح ہے کہ مالِ زکوۃ سے کسی میت کی تجہیز و تکفین جائز نہیں ہے ولا یجوز ان یکفن بھا میت ولا یقضی بھا دین المیت کذا فی التبیین (عالمگیری)

(۲) و (۳) و (۴) مروجہ فاتحہ یعنی آب و طعام سامنے رکھکر اس پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ وغیرہ پڑھنا اور اس کا ثواب اموات کو پہونچانا بدعت ہے۔ جس سے اجتناب ضروری ہے ہاں بغیر اس طریقہ کے للہ فقراء و مساکین کو کھانا کھلا کر یا کپڑے پہنا کر اس کا ثواب میت کو پہونچانے کی نیت کرنا اور اس کے لیے دعاء مغفرت کرنا بلا شبہ جائز ہے لیکن مال زکوۃ کو کسی میت قدیم یا جدید یا ولی یا نبی یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ثواب پہونچانے کے لیے خرچ کرنا قطعاً ناجائز ہے قرآن کریم میں زکوۃ کے آٹھ مصرف بیان کیے گئے ہیں۔ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۔ اور میت کو ثواب پہونچانا ان مصارف ہشتگانہ میں داخل نہیں ہے۔ پس مالِ زکوۃ سے ایصالِ ثوابِ اموات ناجائز ہے۔

(۵) سید پر زکوۃ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں اور ہر حالت میں حرام ہے وہ زکوۃ کا مصرف نہیں ہے